بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افغانستان میں طالبان کی حکومت تسلیم کرنے کے بعد سے ماسکو، تہران اور وسط ایشیائی ریاستوں کی دارالحکومتوں میں اسلام آباد کے لیے ناپسندیدگی کے جذبات پیدا ہوگئے ہیں۔ بلاشبہ افغانستان میں امن و استحکام کی بحالی خطّے سے وابستہ پاکستان کی اقتصادی [اور سیاسی] مفادات کے تحفّظ کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ تاہم اسلام آباد خطّے کے دیگر جغرو سیاسی حقائق (geopolitical realities) سے صرف نظر کا متحمل نہیں ہے۔

کریملن کے موجودہ حکام اور روسی سیاسی حلقوں میں افغان صورتِ حال کو ماسکو کی اقتصادی اور سیاسی مفادات کے حوالے سے انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ یہ کہنا غلط ہوگا کہ روسیوں نے اپنی سلطنت (empire) کے زوال کو دل سے قبول کیا ہے۔ افغانستان اور (پاکستان) کے لیے بالخصوص روسی انتقام کے خفیہ جذبات رکھتے ہیں۔ کریملن کا اصرار ہے کہ روس کی حقیقی سرحدیں — جن کا دفاع کرنا اُس کی ذمہ داری ہے — سابق سوویت سلطنت کی سرحدیں ہیں۔ اقتصادی مفادات کے حوالے سے روسیوں کی کوشش ہے کہ وہ اس وقت تک وسطی ایشیا کے قدرتی وسائل کی دولت کے گرد حصار قائم رکھیں جب تک وہ خود دوبارہ اس پوزیشن میں نہیں آتے کہ ان وسائل کو اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے استعمال کر سکیں۔ افغانستان پر طالبان کے قبضے کی صورت میں "وسط ایشیائی ریاستوں میں نظریاتی کشمکش کو تقویت ملنے" اور نتیجتاً وہاں "عدم استحکام پیدا ہونے" جیسے نظریات کا پرچار روسیوں کی ان ہی کوششوں کا تسلسل ہے۔ افغانستان میں — کسی بھی صورت میں — قیامِ امن کو روسی (موجودہ مرحلے میں) اپنے مفادات کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔

وسط ایشیائی ریاستوں کے موجودہ حکمران اسلامی جغرد سیاست (Islamic geopolitics) سے قطعاً نابلد ہیں۔ یہ ریاستیں "آزاد ممالک کی دولتِ مشترکہ" کے سلامتی کے نظام کا حصّہ ہیں۔ ان حکمرانوں کی ذہنی ساخت میں تبدیلی کا مستقبل قریب میں کوئی امکان نہیں ہے۔ چنانچہ اس پس منظر میں طالبان کے بارے میں ان کے خدشات اور شکوک و شبہات کا ادراک اسلام آباد کو شروع سے ہونا چاہیے تھا۔

ایران کے خدشات کو بھی وزن دیا جانا چاہیے تھا۔ ایران کا پڑوسی عراق پچھلے سات سال سے مغرب و امریکہ کے مکمل حصار کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ مشرق وسطی کی دیگر تقریباً تمام امارتیں اور شیخ شاہی مملکتیں

(Sheikhdoms) امریکہ کی حلیف ہیں۔ انقلابِ ایران کے بعد تہران کو یکہ و تنہا کرنے کی امریکی اور مغربی پالیسیاں محتاج وضاحت نہیں ہیں۔ اس صورتِ حال میں ایران سمجھتا ہے کہ افغانستان میں پاکستان، سعودی عرب اور امریکہ طالبان کے ذریعے اس کے گرد حصار کی تکمیل کے لیے کام کر رہے ہیں۔

خطے کی سیاست کے ان تمام زمینی حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے پاکستان کو جس ہوشمندی سے کام لینا چاہیے تھا بد قسمتی سے اس کا مظاہرہ نہیں ہوا۔ پاکستان نے افغان مسئلہ کے حل کے لیے نسبتاً تاخیر سے جو سفارتی مہم شروع کی ہے اس کی کامیابی کے امکانات چنداں روشن نہیں ہیں۔ خود "وسیع البنیاد حکومت" کے تصور پر اتفاق کا حصول مشکل نظر آتا ہے۔ اگر تو وسیع البنیاد حکومت کا تصوّر یہ ہے کہ اس میں غیر جہادی اور سیکولر قوّتوں کو شامل کیا جائے تو یہ تصوّر نہ طالبان کے لیے قابلِ قبول ہوگا اور نہ ہی ان کی حریف دیگر جہادی قوّتوں کے لیے - امکان یہی ہے کہ وسیع البنیاد حکومت کا یہ تصوّر اگر افغانستان میں ایک دوسرے کے خلاف برسرِپیکار ——مگر لادین طاقتوں کے مشترکہ دشمنوں—— پر مسلط کرنے کی کوشش کی گئی تو نہ صرف ایک نئی خونریز جنگ چھڑ جائے گی بلکہ اس صورت میں افغانستان میں - تاحال خفیہ طور پر سرگرمِ عمل - بیرونی طاقتوں کو کھل کر مداخلت کرنے کا بہانہ مہیا کر دیا جائے گا۔

م.١.خان